وقت ، برف کی مانند پگھلنے والا سرمایہ

عقلمند وہ ہے جس نے آنے والی زندگی کیلئے عمل کیا اور بے وقوف وہ ہے جس نے خواہشات کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ پر اُمیدیں باندھتا رہا

آج مسلمان حکمران فلاحی ریاستوں کے دعوے تو بہت کرتے ہیں لیکن جس حقیقی فلاحی ریاست کی بنیاد قرآن وسنت کی ان بنیادوں پر قائم ہوا سکے نام سے ہی خوفزدہ ہو جاتے ہیں اسلیئے کہ وہ خود بے نمازی اور فسق وفجور میں مبتلا ہوتے ہیں۔قرآن وسنت کے اسی منہج سے فرار کا نتیجہ ہے کہ آج تمام مسلمان ممالک فتنے اور فساد کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں۔الحمدللہ مملکتِ سعودی عرب جس کی بنیادیں اس منہجِ اسلامی پر استوار ہوئی ہیں، اس کی برکت سے یہ ملک دنیا کا سب سے پرامن خطہ اور محفوظ ترین ملک ہے۔نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

’’تم اللہ کے دین کے محافظ بن جاؤ، اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔‘‘

پاکستان جب سے معرضِ وجود میں آیا ہے، ہمارے لیڈروں اور حکمرانوں نے اللہ کے دین کی حفاظت کے بجائے اسکے اقدارو روایات کو پامال ہی کیا اور امریکی مفاد کی حفاظت میں لگے ہوئے ہیں جسکا نتیجہ قتل وغارتگری، بدامنی، اختلاف وانتشار، بے حیائی، بے راہ روی، معاشی بدحالی، سیاسی ابتری، مذہبی، لسانی اور گروہی عصبیت، دشمن کا خوف اور امریکہ کی غلامی کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔

سورۃ العصر کی روشنی میں فلاح اور کامرانی کی شرائط میں آخری چیز ہے تواصی بالصبر ۔کسی بھی مقصد اور نصب العین کے حصول کیلئے صبر کی حیثیت شاہِ کلید ہے، اس کے بغیر کوئی منزل سر کی جا سکتی ہے نہ کسی مقصد کا حصول ممکن ہے اسلیئے جو لوگ اس راہ پر چلنے والے ہوں وہ خود بھی صبر کریں اور اپنے ہمسفروں کو بھی اس کی تلقین کریں۔یہ ہے خلاصہ اس لائحہ عمل کا جو سورۃ العصر میں مسلمانوں کو دیا گیا ہے۔جیسا کہ عرض کر چکا ہوں کہ وقت اللہ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے لیکن لوگوں کی اکثریت اس نعمت کو جو دوبارہ حاصل ہونے والا نہیں اس طرح ضائع اور برباد کرتے ہیں جیسے اسکی کوئی قدر و قیمت ہے ہی نہیں۔اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا:

’’5 چیزوں کو 5 چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔زندگی کو موت سے پہلے، صحت وتندرستی کو بیماری سے پہلے، خوشحالی کو تنگدستی سے پہلے، فرصت وفراغت کو مشغولیت سے پہلے اور جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔‘‘

اس حدیث مبارکہ سے بھی وقت کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو وقت زندگی اور مہلت کی صورت میں میسر ہے اور جو وقت صحت یابی کی حالت میں میسر ہے، اس کو غنیمت سمجھ کر ایسے کاموں میں صرف کرو جو تمہاری دنیا اور آخرت کی بھلائی کا ذریعہ بن سکیں۔ہر آدمی کو یہ سوچنا چاہئے کہ جو وقت اُسے میسر ہے، وہ اسے کیسے کارآمد بنا سکتا ہے؟ زندگی کھیل تماشہ نہیں، اس کا ایک ایک لمحہ بڑا قیمتی ہے۔آج اسکی قدر و قیمت کا احساس نہ کیا تو کل پچھتانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دریافت فرمائیگا تم دنیا میں کتنے سال بسر کر کے آئے ہو؟ وہ کہیں گے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ، گنتی والوں سے بھی پوچھ لیجئے، اللہ فرمائیگا فی الواقع تم وہاں (دنیا میں) بہت ہی کم عرصہ گزار کر آئے ہو۔اے کاش! تم اس بات کو دنیا میں ہی جان لیتے۔کیا تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف واپس نہ لوٹائے جاؤ گے۔‘‘ (المومنون 112-115)۔

آخرت کی دائمی، ابدی اور لامتناہی زندگی کے مقابلے میں یہ ہے دنیا کی حقیقت! اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے ایک حکیمانہ ارشاد میں دنیا کی حقیقت اس طرح سمجھائی کہ تم سمندر میں انگلی ڈالو، جو پانی تمہاری انگلی کیساتھ لگا ہے، یہ دنیا ہے اور باقی سمندر آخرت۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا مقصد یہ بیان کیا ہے:

''میں نے جن وانس کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔''

اللہ کے احکامات کی پیروی کرنا اور اسکے دیئے ہوئے قوانین کے مطابق زندگی بسر کرنا ہی انسان کی تخلیق کا مقصدِ واحد ہے۔ اب ہم میں سے ہر ایک کو یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ اپنے مقصدِ حیات کو کس حد تک پورا کر رہا ہے۔ اگر اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں زندگی بسر کی جائے تو زندگی کا ہر دن بلکہ ہر لمحہ عبادت بن سکتا ہے۔ فرائض کی پابندی، کبائر سے اجتناب، اللہ کی نافرمانیوں سے پرہیز اور اللہ کی فرمانبرداری میں جینا ہی عبادت ہے۔ اس کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی بڑی اہم عبادت ہے لیکن یہ عبادت اللہ کی بندگی اور غلامی سے آزاد ہو کر نہیں کی جاسکتی جیسا کے بعض مغربی اقوام کا خیال ہے۔ پوری زندگی کا مقصد جب تک اللہ کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق نہ ہو انسان کی تخلیق کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ آج انسان کی زندگی میں یہی تضاد پایا جاتا ہے، کچھ لوگوں نے خدمتِ خلق کو ہی اصل مقصد سمجھ لیا ہے، بعض اذکار و وظائف لے کر بیٹھ گئے ہیں، کچھ وہ ہیں جو دنیا کی لذتوں سے کنارہ کش ہو کر نفس کشی اور چلوں میں فطرت کیخلاف لڑ رہے ہیں اور دنیا کی اکثریت نے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی ہدایات سے انحراف اختیار کر کے رہبری اور رہنمائی کا مقصد اپنے جیسے انسانوں کو دیدیا ہے۔ یہ سب گمراہی کے راستے ہیں اور آج انسان کی بے چینی اور مصیبتوں کا اصل سبب یہی گمراہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے دیئے ہوئے زندگی کے لائحۂ عمل کو اختیار کریں اور اپنے آپ کو اس کامل اور مکمل دین میں داخل کر دیں جسکا نام اسلام ہے کہ یہی اس دین کا ہم سے مطالبہ ہے:

''اے ایمان والو! تم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔'' (البقرہ 208)۔

یعنی اسلام محض پوجا پاٹ کا مذہب نہیں بلکہ پوری زندگی کیلئے رہنمائی کرنے والا دین ہے۔ اس دینِ حنیف میں سیاست اور معاشرت، عقائد و عبادات، تجارت و کاروبار، انفرادی تعلیم و تربیت یعنی تعمیر سیرت و کردار اور اصلاحِ معاشرہ، مرد و عورت کے دائرہ اختیار اور حقوق و فرائض، معاشی اور اقتصادی معاملات اور قرض ادھار کے اصول و ضوابط، خوشی اور غمی کی کیفیات اور نکاح و طلاق کے معاملات، نظامِ تعلیم اور حفظانِ صحت کے اصول حتیٰ کے حکومت بنانے اور چلانے کیلئے اسوۂ رسول ﷺ کی روشنی میں مکمل رہنمائی موجود ہے۔ آیتِ مذکورہ کا ہم سے یہی مطالبہ ہے کہ زندگی کے ہر گوشے اور شعبے میں اسلامی اصولوں کو اختیار کرو۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو ہمارا سونا جاگنا، چلنا پھرنا اور رزقِ حلال کیلئے تگ و دو کرنا بھی اسی طرح عبادت بن جائے گا جس طرح نماز اور روزہ عبادت ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

''جو وقت اللہ کی یاد سے غافل گزرتا ہے، قیامت کے دن وہ حسرت و ندامت کا باعث ہوگا۔''

دنیا میں جو وقت اور زندگی کی مہلت اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو عطا کی ہے، اس کی باز پرس قیامت کے دن سب سے پہلے ہوگی۔

حضرت ابو مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قیامت کے دن ابنِ آدم اپنی جگہ سے قدم ہلا نہیں سکے گا جب تک ان سوالوں کا جواب نہ دے گا۔اس کی عمر کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کن مشاغل میں زندگی گزاری؟ اپنی جوانی کو کن مقاصد میں لگایا؟ مال کہاں سے اور کیسے حاصل کیا تھا؟ اُس حاصل شدہ مال کو خرچ کیسے کیا تھا؟ اور جو علم تم نے حاصل کیا تھا اس پر عمل کتنا کیا تھا؟۔'' (ترمذی)۔

یہ حدیث مبارکہ ہمارے اندر وقت کی اہمیت کا احساس بیدار کرتی ہے کہ ہم اپنی زندگی کا جائزہ لیں اور اپنا احتساب کرتے رہیں، فضول کاموں میں اپنے وقت کو ضائع نہ کریں، جوانی کی طاقت اور صلاحیت کو اللہ کی اطاعت کے کاموں میں لگائیں۔قیامت کے دن جن خوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں جگہ ملے گی ان میں ایک قسم کے لوگ وہ ہوں گے جنکے دل جوانی میں مسجد میں اٹکے رہتے ہیں۔آج کے جوانوں کے دل کسی محبوبہ کی یاد میں، کسی کھلاڑی اور گلوکارہ کی قصیدہ سرائی میں یا موسیقی اور فلموں میں اٹکے ہوئے ہیں، الا ماشاءاللہ۔ مال کے متعلق بھی پہلا سوال ہمارے اندر یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ وقت کی مہلت اور جسمانی صلاحیت کو رزقِ حلال کمانے میں صرف کیا جائے تاکہ یہ وقت کارآمد ثابت ہو۔ جو لوگ دن رات حرام کی تگ ودو میں لگے رہتے ہیں، وہ وقت کی نعمت اور اللہ تعالیٰ کی دیگر صلاحیتوں اور وسائل کو جہنم کا ایندھن اکھٹا کرنے لگے ہوئے ہیں۔ مال اللہ تعالیٰ کی امانت اور اس کی نعمت ہے، اس کو خرچ کرنے میں بھی ہم آزاد اور خود مختار نہیں، کنجوسی اور فضول خرچی دونوں گناہ ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''رحمٰن کے بندے جب خرچ کرتے ہیں تو نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخل بلکہ اعتدال پر قائم رہتے ہیں۔'' (الفرقان 67)۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں باز پرس ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی اس امانت کو کہاں اور کیسے خرچ کیا؟۔فلموں اور گانوں پر، فحاشی اور بے حیائی پر، نمود ونمائش پر، تھانوں اور کچہریوں میں جھوٹے مقدمات پر، شادی بیاہ میں اسراف پر جو مال خرچ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کا حساب دینا پڑے گا۔آج ہر آدمی کو مال جمع کرنے کی فکر لاحق ہے، حلال حرام کی تمیز اُٹھ چکی ہے۔وجہ یہ ہے کہ آخرت کا تصور ہی ذہنوں سے غائب ہو چکا ہے۔وقت کی بہترین منصوبہ بندی اور اہمیت کے پیشِ نظر انسان نے گھڑی ایجاد کی جسکو وہ اپنی کلائی پر ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا ہے اور بار بار اس پر نظر ڈالتا ہے۔گاڑی میں بیٹھتے ہیں تو سامنے گھڑی، موبائل فون میں گھڑی، دیوار پر آویزاں اور ڈیکوریشن الماریوں میں سجی گھڑیاں ہمیں اپنی طرف متوجہ کرتی رہتی ہیں حتیٰ کہ بعض گھڑیاں ہر گھنٹے کے بعد ٹن، ٹن کی آواز کے ذریعے ہمیں خبردار کرتی ہیں کہ!

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اِک اور گھٹادی

ہر گھنٹہ، ہر دن، ہر ہفتہ اور ماہ وسال ہمارے لئے ایک الارم ہوتا ہے کہ زندگی کی قیمتی مہلت گھٹتی جارہی ہے اور وقت کم ہوتا جارہا ہے۔جب کسی حکومت کے دن گنے جا چکے ہوں تو سیاست کی زبان میں کہتے ہیں فلاں حکومت کی الٹی گنتی شروع ہو چکی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بندہ جب اس دنیا میں قدم رکھتا ہے تو اسکی الٹی گنتی شروع ہو جاتی ہے۔زندگی کی مہلت سے ایک ایک دن کم ہونے لگتا ہے لیکن جب

انسان سالگرہ مناتا ہے تو وہ یہ بھول جاتا ہے کہ!

وہ خوشیاں مناتے ہیں مری سالگرہ کی
یاں ایک گرہ اور گئی اپنی گرہ کی

گویا کہ جتنی عمر گزر گئی اتنی مہلت عمل اور عمر میں کمی ہوگئی لیکن انسان اس دنیا میں اس طرح مدہوش رہتا ہے کہ وہ اس انداز سے بہت کم سوچتا ہے۔ نظام کائنات پر اگر ہم غور کریں تو ہر چیز اپنے نظام الاوقات کی پابند ہے۔ سورج، چاند، ستارے اور سیارے، دن اور رات کی تبدیلی، موسموں کا تغیر وقت کی پابندی کا بے مثال نمونہ ہیں۔ اسلامی عبادات کی پابندی ایک مسلمان کو وقت کی پابندی کا احساس بھی دلاتی ہے اور بہترین تربیت کا ذریعہ بھی ہے۔ وقت کی پابندی کیساتھ ایمان والوں پر 5 وقت کی نماز فرض کی گئی ہے۔ فرض روزوں کا مہینہ مقرر ہے، اس سے آگے یا پیچھے روزے نہیں رکھے جاسکتے۔ حج کی تاریخیں متعین ہیں۔ یقیناً یہ عبادات مسلمانوں کو زبردست نظم وضبط کا پابند بناتی ہیں اور انکے اندر وقت کی اہمیت کا احساس اُجاگر کرتی ہیں لیکن اسکے باوجود اکثر لوگ بغیر کسی منصوبہ بندی کے وقت کو ضائع کرتے ہیں۔

ذرا سوچیۓ! اگر کسی آدمی کو معلوم ہو کہ اس کا خروج لگا ہوا ہے اور فلاں دن، فلاں وقت اسکو جانا ہے تو وہ کس قدر فکرمند ہوتا ہے اور وہ کتنی بھاگ دوڑ کر کے تیاری مکمل کرنے میں لگا ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کا خروج لگا ہوا ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ ہمیں اس کی تاریخ اور وقت کا علم نہیں، یہ علم اللہ نے اپنے پاس محفوظ رکھا ہے تاکہ انسان دنیا کی بھاگ دوڑ میں لگا رہے۔ انبیاء اور آسمانی کتابیں اسی حقیقت کی یاددہانی کراتے ہیں کہ اے غافل انسان! تجھے دنیا کی مہلت آخرت کی تیاری کیلئے دی گئی ہے۔ تیرے حساب کا وقت قریب آچکا ہے اور تو غافل ہے۔ تو دیکھ کہ تو نے آج کے دن مرنے کے بعد والی زندگی کیلئے کیا کمایا۔ مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں:

''تعجب ہے اُس شخص پر جو جانتا ہے کہ موت اس کا انجام ہے، قبر اس کا ٹھکانا ہے اِسکے باوجود اس دنیا میں اسے قرار حاصل ہے اور وہ سکون کی زندگی گزار رہا ہے۔''

اللہ کے حبیب ﷺ فرماتے ہیں:

''لذتوں کو توڑنے والی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔''

انسان اس دنیا کے مزے اور خواہشاتِ نفس کے پیچھے دوڑتا رہتا ہے اور آخرت کی زندگی سے غافل ہوجاتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

''جس نے دنیا کی فکر بھلا کر آخرت کا غم اپنے سامنے رکھ لیا، اللہ تعالیٰ دنیا کے فکر وغم سے خود اس کیلئے کافی ہوجائیگا اور جسکو دنیا کے غم نے پراگندہ کردیا ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں کہ وہ دنیا کی کونسی وادی میں پڑ کر ہلاک ہوتا ہے۔'' (ابنِ ماجہ)۔

نبی کریم ﷺ کی معروف حدیث ہے:

''عقلمند وہ ہے جس نے اپنا احتساب کیا اور آنے والی زندگی کیلئے عمل کیا جبکہ عاجز (بے وقوف) وہ ہے جس نے خواہشاتِ نفس کی

پیروی کی اور اللہ پر صرف اُمیدیں باندھتا رہا۔''

کتنے لوگ ایسے ہیں جب انکو آخرت یاد دلائی جاتی ہے، نماز کیلیئے کہا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں بھائی اللہ بڑا غفور ورحیم ہے۔ عمل کچھ نہیں کرتے لیکن بات بڑی فلسفیانہ ہوتی ہے۔ یہی لوگ روزی روٹی کمانے کیلیئے دن رات بھاگ دوڑ کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہتے کہ روزی اللہ نے دینی ہے، ہم جس پر تکیہ کئے بیٹھے ہیں وہ خیر الرازقین ہے۔ وہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ روزی تو اللہ نے دینی ہے لیکن بھاگ دوڑ تو ہم نے کرنی ہے۔